بیٹے کا والد سے اس کی زندگی میں اپنا حصہ لینا اس شرط کے ساتھ کہ انتقال کے بعد اپنا حصہ نہیں لوگا اس بات کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ دیگر بھائیوں کا ترکہ کا وارث ہوگا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیٹے نے اپنے والد سے اپنا حصہ مانگا اور اسٹامپ پیپر پر لکھ دیا کہ میں نے اپنا حصہ وصول کیا آپ کی وفات کے بعد باقی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں لوگا، اسی طرح باپ نے اسٹامپ پیپر لکھا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اس کا حصہ دے دیا، باقی جائیداد میں اس کا حصہ نہیں ہوگا، وہ باقی ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ کیا اب یہ بیٹا والد کی وفات کے بعد اس باقی جائیداد میں حصہ داری کا دعوی کر سکتا ہے ؟

مستفتی: بلال خان سوات

بذریعہ: جی میل

****

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

یادرہے کہ تقسیم میراث کا مرحلہ مورث کے مرنے کے بعد جاری ہوتا ہے اور اس سے پہلے زندگی میں اولاد کو جو کچھ (کسی بھی نام سے) دیا جاتا ہے، اس کی حیثیت ہبہ (گفٹ) کی ہے۔ لہذا صورت مذکورہ میں آپ کے والد صاحب کا یہ کہنا "کہ میں نے اپنے بیٹے کو اس کا حصہ دے دیا، باقی جائیداد میں اس کا حصہ نہیں ہوگا"، اس بات کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ یہ بیٹا بھی دیگر بھائیوں کی طرح میراث میں برابر کا حق دار ہے۔

وفی تکملة فتح المسلم (۴۶/۲) مط: دار العلوم کراتشی،

ان الوالد ان وهب لاحد ابنائه بهه اكثر من غيره اتفاقا، او بسبب علمه او عمله، او بره بالوالدين، من غير ان يقصد بذالك اضرار الآخرين والجور عليهم، كان جائزا على قول الجمهور اما اذا قصد الوالد الاضرار، او تفضيل احد الابناء على غير بقصد من غير داعية مجوزة لذالك، فانه لا يبيحه احد،

وفی الشامیة (۴۴۴/۴) مط: سعید،

أقول: حاصل ما ذكره في الرسالة المذكورة أنه ورد في الحديث أنه - صلى الله عليه وسلم - قال «سووا بين أولادكم في العطية ولو كنت مؤثرا أحدا لآثرت النساء على الرجال» رواه سعيد في سننه وفي صحيح مسلم من حديث النعمان بن بشير «اتقوا الله واعدلوا في أولادكم». وفي الخانية ولو وهب شيئا لأولاده في الصحة، وأراد تفضيل البعض على البعض روي عن أبي حنيفة لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل في الدين وإن كانوا سواء يكره وروى المعلى عن أبي يوسف أنه لا بأس به إذا لم يقصد الإضرار وإلا سوى بينهم وعليه الفتوى وقال محمد: ويعطي للذكر ضعف الأنثى، وينبغي للرجل أن يعدل بين أولاده في العطايا والعدل في ذلك التسوية بينهم في قول أبي يوسف وقد أخذ أبو

يوسف حكم وجوب التسوية من الحديث، وأوجبوا التسوية بينهم وقالوا يكون آثما في التخصيص وفي التفضيل، بما حاصله: أنه صرح في الظهيرية بأنه لو أراد أن يبر أولاده فالأفضل عند محمد أن يجعل للذكر مثل حظ الأنثيين، وعند أبي يوسف يجعلهما سواء وهو المختار،

وفي الموسوعة الفقهية (٢١٠/١١) مط: علوم اسلامية،

اتفق الفقهاء على ان انتقال الترك من المورث الى الوارث يكون بعد وفاة المورث حقيقة او حكما

وفي الفتاوى التاتارخانية (٤٦٢/١٤) مط: فاروقية،

وان كان بعضهم أو الاده مشتغلا بالعلم دون الكسب لا بأس بان يفضله على غيره وعلى وجوب المتأخرين لا بأس بان يفضله على غيره، وعلى وجوب المتأخرين لا باس بان يعطى من اولاده م كان مأدبا

الجواب صحيح	الجواب صحيح	الجواب صحيح	والله اعلم بالصواب
بنده محمد نعيم عفا الله عنه	بنده غلام ياسين عفا الله عنه	بنده فرحان فيروز عفا الله عنه	بنده محمد اسلم عفا الله عنه
٨/رجب المرجب/١٤٤٣ھ	٨/رجب المرجب/١٤٤٣ھ	٨/رجب المرجب/١٤٤٣ھ	مركز الافتاء والارشاد غرفة السالكين كراچی
١٠/فروری/2022ء	١٠/فروری/2022ء	١٠/فروری/2022ء	٨/رجب المرجب/١٤٤٣ھ
			١٠/فروری/2022ء

حواله نمبر:
مؤرخہ: